تعارف وتبصرہ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور تفسیر مظہری کا تعارف ڈاکٹر رضوان الدین خاں

ناشر: ادارۂ علم وعمل، ریاضِ رضوان، لال ڈگی، علی گڑھ، ۲۰۱۱ء، صفحات: ۲۵۶، قیمت -/۲۵۰ روپے

ہندوستان میں بارہویں صدی ہجری/ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جن علمی شخصیات کو شہرت حاصل ہوئی ان میں سے ایک قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۱۳۸ھ/ ۱۷۲۶ء- ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) ہیں۔ موصوف نے تفسیر، حدیث، سیرت، عقائد، فقہ واصول فقہ، تصوف، ردّ روافض اور دیگر موضوعات پر چار درجن سے زائد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں سے بیش تر فارسی میں اور چند عربی میں ہیں۔ دوسرے ان کی صرف ایک درجن کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوسکیں، بقیہ مخطوطات کی شکل میں مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ فقہ حنفی میں ان کی تصنیف 'مالابدّ منہٗ' برسہابرس سے درسِ نظامی میں شامل ہے اور اسے ہندوستان کے طول وعرض میں زبردست مقبولیت حاصل ہے اور بارہا طبع ہوچکی ہے۔ ان کی جس کتاب نے انھیں بین الاقوامی شہرت عطا کی وہ ان کی عربی تفسیر ہے، جس کا نام انھوں نے اپنے شیخ طریقت مرزا مظہر جان جاناں (۱۱۱۰ھ/ ۱۶۹۹ء- ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء) کے نام پر التفسیر المظہر ی رکھا تھا۔ سات جلدوں پر مشتمل اس تفسیر کی طباعت کی بارہا کوششیں کی گئیں، لیکن کوئی نہ کوئی رکاوٹ آتی رہی، بالآخر ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں ندوۃ المصنفین دہلی سے دس جلدوں میں اس کی اشاعت ہوئی۔ ساتھ ہی چودہ جلدوں پر مشتمل اس کا اردو ترجمہ بھی مولانا عبدالدائم جلالی کے قلم سے طبع ہوا۔ عربی تفسیر ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء میں پاکستان سے بھی شائع ہوچکی ہے۔

علمی دنیا کی بے توفیقی یا ناقدری ہی کہی جائے گی کہ اس تفسیر اور صاحب تفسیر کو ان کی اہمیت کے باوجود اب تک مطالعہ وتحقیق کا موضوع نہیں بنایا گیا تھا۔ قابل مبارک باد ہیں زیر نظر کتاب کے مؤلف کہ انھوں نے اس جانب توجہ کی اور ان کی اس تحقیق پر انھیں ۱۹۸۵ء میں شعبۂ دینیات (سنّی) علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کی جانب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی۔ اب ۲۶ سال کے بعد مولف گرامی کی کوشش اور ذاتی صرفہ سے اس کتاب کے چھپنے کی نوبت آئی ہے۔

کتاب کی ابتدا میں مصنف نے قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے حالات زندگی بیان کیے ہیں۔اس ضمن میں ولادت، تعلیم، مشائخ طریقت، عہدۂ قضا، معمولات، اخلاق وعادات، اہل وعیال، تلامذہ، مریدین اور مستفیدین کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔اس کے بعد ان کے چند اہم معاصرین کا تذکرہ کیا ہے۔قاضی صاحب کے بعض سوانح نگاروں نے انھیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کا شاگرد لکھ دیا ہے۔فاضل مصنف نے تحقیق کے بعد بتایا ہے کہ قاضی صاحب شاہ ولی اللہ کے شاگرد نہیں تھے۔شاہ صاحب کے شاگرد مولانا ثناء اللہ سنبھلی (م۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء) تھے۔نام کی مماثلت کی وجہ سے لوگوں کو اشتباہ ہوا ہے۔ قاضی صاحب کی تمام تصانیف کی فہرست درج کرنے کے بعد ان میں سے ۳۹ کتابوں کا تعارف کرایا ہے (صرف ان نو کتابوں کا وہ تعارف نہیں کرا سکے ہیں جو انھیں دستیاب نہیں ہو سکیں)۔

آخر میں تفسیر مظہری کا تفصیلی تعارف ہے۔مصنف نے زمانۂ تالیف، مدت تالیف اور مآخذ بیان کرنے کے بعد اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے۔ان کے مطابق اس میں ''صحابہ وتابعین کے تفسیری اقوال اور شان نزول وغیرہ سلف صالحین کی تفاسیر سے نقل کیے گئے ہیں،لغوی تحقیق کی گئی ہے اور نحوی تراکیب بھی بیان کی گئی ہیں۔احادیث اس کثرت سے نقل کی ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی اور سند ومتن کے اعتبار سے ان کی صحت وضعف کو ظاہر کیا ہے۔(اس پہلو سے ان کا موازنہ حافظ ابن کثیرؒ سے کیا جاسکتا ہے) ائمہ اربعہ کے مسالک فقہ مع دلائل بیان کیے گئے ہیں۔قراءات عشرہ متواترہ بھی متعدد آیات کے ذیل میں بیان کی گئی ہیں، بہت سے مقامات پر عالمانہ تحقیق کے بعد حضرات اہل باطن کے طریقے پر آیات کا مطلب عام فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے'' (ص۹۰-۹۱) مصنف نے ہر ایک کی مثالیں پیش کی ہیں۔

کتاب میں کثرت سے فارسی اقتباسات بلا ترجمہ دیے گئے ہیں۔بہتر تھا کہ ان کا اردو ترجمہ بھی درج کیا جاتا۔کتاب کی ضخامت کم کرنا پیش نظر تھا تو صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا۔

حواشی میں مصنف نے ایک جگہ حضرت کعب بن زہیرؓ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:
''مکہ معظّمہ کا بہت مشہور یہودی شاعر تھا۔اسلام سے متاثر ہوا'' (ص۲۴۴، حاشیہ نمبر ۲۵۸)
یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔حضرت کعب بن زہیر پہلے یہودی نہیں بلکہ مکہ کے عام افراد کی طرح